رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	۵ر
خواص سے	۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۷ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب	۳ر ۱۲

نمبر ۵ قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۸ ہجری جلد ۱۴

الحکم مفت دیا جاوے

غیر احمدیوں اور غیر مذاہب کو

توسیع اشاعت الحکم کی طرف ابھی تک توجہ نہیں ہوئی گو خاموشی بھی نہیں ہے لیکن توسیع اشاعت کا کام ایک دو کی عملی کارروائی سے نہیں چل سکتا۔ پچھلے ایک دو اشاعتوں میں اس ضرورت کو کھول کر بتا دیا ہے اور اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بار بار ایک ہی امر کو دوہرانا شاید قومی حمیت اور مذہبی غیرت کے جذبہ کو عملی رنگ میں کمزور بنانا ہے جو خدا کے فضل سے احمدی قوم میں پیدا ہو رہا ہے۔

مخالفین جس جس رنگ میں اپنا زہریلا اثر پھیلانا چاہتے ہیں اسکے انسداد کیلئے ایسی بات کی ضرورت ہے کہ ہماری تبلیغ و اشاعت کا دائرہ وسیع ہو اور غیر احمدیوں اور غیر مذاہب کے لوگوں میں الحکم کی اشاعت بصورت مفت کر دیجاوے یا برائے نام قیمت پر اسلیئے تجویز کی گئی ہے کہ ایسے تمام اخبارات جو مفت جاری کرائے جاویں وہ چار سالانہ کے حساب سے جاری کر دئیے جاویں جو لوگ سلسلہ کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہیں وہ اسوقت ہمت سے کام لیں اگر سال بھر کے اندر وہ اس ذریعہ سے ایک شخص کو بھی راہ راست پر لا سکے تو انکے لئے اس سے بڑھکر سعادت اور خوشی کیا ہوگی وہ خود بھی الدال علی الخیر کفاعلہ اس کے اعمال حسنہ کے ثواب سے فائدہ اٹھائینگے۔ جو لوگ الحکم کی اعانت کے لیئے دو روپیہ فنڈ کھولنے کی تجویز کرتے تھے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس موقع پر ہمت سے کام لینگے اور جس طرح بھی ممکن ہوگا اس مفت اشاعت کے سلسلہ کو وسیع کرینگے سر دست ایکسال کیلئے اسکا تجربہ کرنا چاہیئے میں کوشش کرونگا کہ اس مفت اشاعت کے نتائج رپورٹ کی صورت میں شائع کئے جاویں اس تحریک کا اگرچہ ایک حد تک پچھلی اشاعت میں کر دیا گیا تھا مگر میں عملی طور پر آج اسکو شروع کرتا ہوں اور سب سے اول اپنی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ کارخانہ الحکم کی طرف سے ۳۰ اخبار ایسے لوگوں کے نام مفت جاری کر دیئے جاینگے جو غیر احمدی ہیں یا عیسائی یا کوئی اور مذہب رکھتے ہوں میں ایسے لوگوں سے صرف اس امر کا اقرار چاہتا ہوں کہ وہ اخبار کا ہر پرچہ پانچ آدمیوں میں بیٹھکر سنا دیا کریں ایسی آنیوالی درخواستوں کے لئے یہ التزام نہو سکیگا کہ شروع سال سے کل پرچے انہیں بھیجے جائیں بلکہ اسوقت سے انکے نام الحکم جاری ہوگا۔ جب انکی درخواست آئے گی۔

میں نے بالکل سادہ الفاظ میں اپنا مطلب ادا کر دیا ہے آئندہ اس صفحہ پر ایسے جاری ہونیوالے اخبارات اور اس فنڈ میں مدد دینے والے دوستوں کی فہرست شائع ہوتی رہے گی۔ وباللہ التوفیق

اسی سلسلہ میں میں اپنے مخلص بھائی اور الحکم کے سچے قدردان بابو عبد المجید سپرنٹنڈنٹ پٹیالہ کی قابل تقلید اعانت کو پیش کرنا چاہتا ہوں بابو عبد المجید ایک روشن خیال اور سلسلہ کے مخلص خادم ہیں۔ انہوں نے الحکم کی اعانت کیلئے دس روپیہ خرید کتب کے لیئے بھیجے تھے اب انہوں نے سلسلہ کی وہ کچھ کاپیاں بعض ان قابل اور فہیم مستورات کو بھجوائی ہیں۔ جو احمدی نہیں ہیں اور اخباری اور علمی اور مذہبی مذاق رکھتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ طریق انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ وہ دوست جو الحکم کیلئے ہر طرح کی غیرت اور ہمدردی اپنے سینہ میں رکھتے ہیں ایسے مفید راہوں سے الحکم کے وجود کو زیادہ مفید اور اسکی موجودہ مشکلات میں اس کے مربی ثابت ہو سکتے ہیں اب خاموشی کا وقت نہیں کچھ کرنا چاہیئے۔ الحکم کے مالی مشکلات آپ کی دلی توجہ چاہتے ہیں۔

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع گشت۔

مختصر نوٹ

وفادار اخبارات کی حوصلہ افزائی

گورنمنٹ نے جہاں ایک طرف انقلاب انگیز پریس کے اثر کو روکنے کے لئے جدید قانون پریس پاس کیا ہے وہاں فی الواقع اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ان اخبارات کی حوصلہ افزائی کے لیئے مناسب تجاویز اختیار کیجائیں جو بدامنی کے دشمن اور ملک میں وفادارانہ خیالات پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ انقلاب انگیز لٹریچر کی کثرت اشاعت نے اہل ملک کے مذاق کو خراب کر دیا ہے اس لیئے ایسے قابل قدر اخبارات کی کثرت اشاعت کی طرف گورنمنٹ اور ہندوستانی والیان ریاست کی توجہ ضروری ہے۔ اس قسم کے اخبارات مدارس اور مختلف محکمہ جات میں مہیا کئے جانے ضروری ہیں۔ میں اس رائے کی جو دکٹوریہ پیپر میں اور پیسہ اخبار وغیرہ میں ظاہر کی ہے زور سے تائید کرتا ہوں

اتحاد کی آوازیں اٹھ رہی ہیں

خدا کا شکر ہے کہ مسلمان باہم ملکر کام کرنیکی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور ہر طرف سے ایسی صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ ہز ہائینس سر آغاخان صاحب بالقابہ نے ندوۃ العلماء کے ایڈریس کے جواب میں علماء سے درخواست کی کہ وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اتحاد و یگانگت کے بڑھانے کی کوشش کریں۔ علماء اگر ذرا سی توجہ کریں۔ اور خوف الٰہی سے کام کرنیکے لئے قدم اٹھائیں تو مسلمانوں کے مذہبی تنازعوں کا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ وقتی ضروریات پکار پکار کر انہیں اس اتحاد کی تعلیم دے رہی ہیں۔ اور مسیح الموعود سمجھا رہا ہے کہ باہمی جھگڑوں نے ان کی ہوا بگاڑ دی ہے اب واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل کرو۔ خدا کرے کہ یہ دائرہ مختلف طبقوں اور حصوں میں گونج کر ہی نہ رہجائیں بلکہ اپنا عملی اثر پیدا کریں۔

یکلم الناس فی المھد کی صداقت

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں بطور اظہار رحمت آیا ہے کہ مھد میں کلام کریگا اس کے معنوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی کلام کرنے لگے [illegible] کلام پاک کے معنوں میں جو کچھ سمجھتے ہیں وہ یہ [illegible] بہت چھوٹی عمر میں کلام کرنے لگے تھے۔ اور عمدہ عمدہ [illegible] جوان کی عمر کے تقاضے سے بڑھکر تھے بیان کرتے تھے۔ اور یہ داد الٰہی جنگ اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ ایسی نظیریں مختلف اوقات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ابھی امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں ایک دس سالہ لڑکے نے خلاف جامت کے مضمون پر عالمانہ لیکچر دیا جس کے دلائل کو سنکر بڑے بڑے ماہرین علم نے تعجب ظاہر کیا۔

انسانی تجارت

بردہ فروشی کا رواج اس وقت تک بھی بعض ان ممالک میں نہایت افسوس سے دیکھا جاتا ہے جو مہذب کہلاتے ہیں۔ فکاگو میں ایک بڑی بردہ فروش کمپنی کا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں چین۔ جاپان اور جرمنی فرانس اور دوسرے ممالک سے خوبصورت عورتوں کو لاکر فروخت کیا جاتا ہے اور پانچ پانچ ہزار تک قیمت اٹھتی ہے۔ اسلام میں غلامی پر اعتراض کرنیوالے غور کریں کہ اسلام نے تو غلامی کو دور کیا تھا یہ بردہ فروشی شکاگو جیسے شہر میں جو تہذیب امریکہ کا مرکز کہنا چاہیئے کیا بدنما داغ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محض علوم میں ترقی اور ایجادات اور تجارت میں بڑھ جانا اعلیٰ درجہ کے اخلاق نہیں بنا سکتا۔ تزکیہ نفوس کے لیئے ان سفلی علوم سے مدد نہیں ملتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات یہ علوم بہت سے جرائم میں طاق اور تیز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علوم کے حصول کے لیئے تقویٰ کی ضرورت نہیں وہ صرف جسمانی علوم ہیں۔ اور آسمانی معارف ہیں۔ جو تقویٰ کیساتھ وابستہ ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ط

تہذیب کا اثر

تہذیب سے مراد دراصل اصلاح نفس و اخلاق سمجھی جانی چاہیئے اور ہے بھی یہی مگر آج تہذیب سے مراد صرف فیشن اور چند رسومات داد آداب لیے جاتے ہیں۔ جو کھانے پینے ملنے ملانے سے متعلق ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ تہذیب تہذیب پکارتے ہوئے بھی ان مقامات میں جو اس سویلزیشن کے چشمہ سمجھے جاتے ہیں جرائم میں کمی نہیں ہوتی خاص لنڈن میں ہر سال ایک لاکھ اٹھ ہزار آدمی بحساب اوسط مختلف جرائم میں سزا پاتے ہیں جرائم کی تشریح نہایت شرمناک اور خطرناک ہوتی ہے۔ تو کیا اب یہ نہ سمجھا جاوے کہ موجودہ تہذیب جرائم کے پیدا کرنیکے لئے بطور ان کے کام کر رہی ہے؟ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ موجودہ تہذیب اور تعلیم نے لوگوں کو مذہب سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور تعلیم صرف دماغ پر اثر کرکے اسکو پرفن اور حیلہ سازی کا مرکز بنا دیتی ہے۔ دل جو معرفت الٰہی کا منبع ہے بہت ہی کم اثر کرتی ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام اور وہ لوگ جو اصلاح نفوس کے لئے مامور ہوکر آتے ہیں دلی تربیت کی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ آسمانی اور روحانی علوم کا منبع دل ہی ہے پس جب تک موجودہ تعلیم کیساتھ مذہبی تعلیم کو لازمی نہیں کیا جاتا۔ اصلاح نفس کی بجائے چالاکیاں اور مکاریاں ترقی کرینگی۔

محکمہ بندوبست گورداسپور

محکمہ بندوبست گورداسپور کے متعلق جب سے مدیر الحکم نے کچھ عرصہ گزرا قلم اٹھایا تھا آخر اسپر آخری ڈراپ سین گر گیا۔ لالہ بدری ناتھ تحصیلدار انچوڑ یہ سے گر گئے اور تبدیل ہوئے۔ اور منشی برج لال تحصیلدار کو بٹالہ کی تبدیل ہوکر سیالکوٹ جانا پڑا۔ اگرچہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے منشی برج لال نے بٹالہ میں رہنے کی بہت کوشش کی مگر افسران بالادست مقامی حالات کے مناسب حال انکی تبدیلی کو ضروری سمجھا مظلوم پٹواری اپنی جگہ پر آگیا۔ لالہ برج لال صاحب کی جگہ وہ ایچ بند اس صاحب مقرر ہوئے جنکے عمدہ اخلاق اور اچھے برتاؤ کی انکے مسلمان ماتحت بھی تعریف کرتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو ہندو ہی ہیں کیوں انکے متعلق ہندو مسلمانوں کا سوال نہیں۔ یہ محض خیالی ڈھکوسلے ہیں جو نیکدل اور نیک خیال آفیسر ہوں وہ ہندو ہوں یا مسلمان سب انکی تعریف کرتے ہیں۔ بہرحال لالہ ایچ بند اس صاحب اپنی سادہ زندگی اور حسن اخلاق کیوجہ سے قابل تعریف ہیں افضل صاحب کی ناگہانی وفات پر جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ اسپر شیخ رحیم بخش صاحب ایم اے کا تقرر نہایت اطمینان سے دیکھا گیا ہے۔

کارخانہ جینی ریاڑکی

ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور سعی گذشتہ کی تحریک سے تحصیل بٹالہ میں رفاہ عام اور ملکی تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے اچھے اچھے کام کر رہے ہیں ڈیرہ نانک کا ہائی سکول انکی ہی توجہ اور سعی کا نتیجہ ہے تقسیم کوئیں کے کام میں جو اثر انہوں نے اپنے علاقہ میں ڈالا وہ قابل تعریف ہے۔ قادیان ریلوے کی تحریک انکی سعی کا نتیجہ ہے اب ریاڑکی میں علاقہ کے سرمایہ سے ایک بڑا کارخانہ جینی کا کھولنے کی تجویز ہو رہی ہے اس کارخانہ کے کھلنے سے بہت ترقی تجارت میں ہوگی ایسے کارخانوں میں ملک کا سرمایہ صرف ہونا بہترین مصرف ہے ملک صاحب کی یہی سعی قابل قدر

مقتدائے طریقہ احمدیہ

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار امتی پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سردستی ہارمونیم باجہ ۳ - اسٹاپ	ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب
تبدیلون کے لئے مفید۔ جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہئے اس میں سروں کا ایک سٹ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول لعہ درجہ دوم لعہ	ہاتھ اور پاؤں سے بجتا ہے۔ خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ... درجہ دوم لعہ - فٹ ہمراہ فرمائش براہ کرم ...	چراغ ہارمونیم ۱۲ / رہبر ہارمونیم ۱۴ / ہارمونیم استاد ۸ / کلید ہارمونیم ۴ / ہارمونیم و بین سرود حصہ ۸ / ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ ۵ / ہارمونیم مرست کرنیکی کتاب ۸ / طبلہ سیکھنے کی کتاب ۵ / ستار سیکھنے کی کتاب ۵ / ملنے کا پتہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

ڈبل سردستی ہارمونیم باجہ ۴ - اسٹاپ

آواز نہایت ہی سریلی و بلند۔ اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول لعہ ... روپے آنے چاہئیں تب ... ریلوے اسٹیشن کا نام ...

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام منیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی **لاہور**

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صدمیں دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں۔ وہ بیمار بچوں کو تندرست بنا دیتا ہے اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس ایملشن کے خریدتے ہیں ماہی گیر کو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے یاد رکھیں کہ اسکے بغیر کوئی ایملشن صحیح نہیں

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ

لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر ایک ۵/ تفسیر سورۃ بقرہ مکمل ہے ۳ تین روپے چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے کہ الامان! لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ پہلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہمنے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگا کے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس عہ/

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اکو پائیے قیمت چھ ماشہ عا/

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸/

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بناتا ہی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴/

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ

ضلع دہلی

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلماتِ طیبات

مسئلہ دعا کے متعلق کچھ اور

قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانونِ قدرت ہے کہ دعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب مین غلطی پر نہ ہون تو وہی مقصد ملجاتا ہے۔ اور اگر ہم اُس خطار کار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کی ٹکڑا مانگتا ہے۔ اپنی دعا اور سوال مین غلطی پر ہون تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لیے بہتر ہو عطا کرتا ہے اور باایں ہمہ دونون صورتون مین ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے۔ کیونکہ ہم دعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہین۔ اور ایسا یقین بڑھتا ہے۔ کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہین اور دعا اور استجابت مین ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جبسے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کیلیے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اسکا **کوئی مخلص بندہ** اضطرار اور کرب اور قلق کیساتھ دعا کرنے مین مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لیے مصروف کرتا ہے تب اس **مردِ فانی** کی دعائیں فیض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہین اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے کام بنجائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھون سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان **خدا مین فانی ہوتا ہے** اور دعا کرنے کے وقت مین حضرت احدیت و جلال مین ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اُسوقت وہ ہاتھ اسکا ہاتھ نہین بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ اور اس ذو الجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے۔ جو ہزارون پردوں مین مخفی ہے دعا کرنیوالوں کے لیے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے۔ اور دعا قبول ہو کر مشکلکشائی کیلیے نئے اسباب پیدا کیے جاتے ہین اور انکا علم **پیش از وقت** دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبول دعا کا یقین غیب سے دل مین بیٹھ جاتا ہے۔ سچ یہی ہے اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارہ مین **حق الیقین** تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے ہمکلام کرتے ہین۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق و صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ تب وہ زندہ خدا اُسپر ظاہر ہوتا ہے جو لوگون سے پوشیدہ ہے دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پا دین بلکہ کوئی انسان بغیر اُن قدرتی نشانون کے ظاہر ہونیکے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہین۔ اس سچے ذو الجلال خدا کو پا ہی نہین سکتا۔ جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہین۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے۔ مگر اسے معلوم نہین کہ صرف ایک دعا ہی ہے۔ جس سے خداوند ذو الجلال ڈھونڈنے والون پر تجلی کرتا اور **انا القادر** کا الہام انکے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی مین روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہون وہ نہین جانتا کیونکہ اور کہان سے اسکو حاصل ہوئے بلکہ صرف تدبیرون پر زور مارنیوالا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہین کرسکتا کہ یقیناً وحقاً خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے اسکے مقاصد کو اسکے دامن مین ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے۔ وہ اس کام کے ہو جانے پر خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت مین قدم آگے بڑھاتا ہے اور اس قبولیتِ دعا کو اپنے حق مین ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے۔ اور اسی طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے۔ کہ گویا صرف ایک روح رہجاتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہین دیکھتا۔ وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بیشمار دولت اور مال اور اسباب تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیان اسکے دلپر کوئی نیک اثر نہین ڈالتین بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے۔ غرور اور تکبر مین بڑھتا جاتا ہے خدا تعالیٰ پر اگر اسکو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا **مُردہ ایمان** ہوتا ہے جو اسکو نفسانی جذبات سے روک نہین سکتا۔ اور حقیقی پاکیزگی بخش نہین سکتا۔

یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ قضا و قدر مین سب کچھ مقرر ہو چکا ہے۔ مگر قضا و قدر نے علوم کو ضایع نہین کیا۔ سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضا و قدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ بیشک دواؤں مین خواص پوشیدہ ہین اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک **عارف** کو ماننا پڑتا ہے۔ کہ دعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ سو ہم اس **راز** کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں مین بٹھا سکین یا نہ بٹھا سکین۔ مگر کروڑہا راستبازوں کے **تجارب** نے اور خود ہمارے **تجربہ** نے اس **مخفی حقیقت** کو ہمین دکھلا دیا ہے۔ کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے۔ اور فضل اور رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ **نماز کا مغز** اور روح بھی دعا ہی ہے۔ جو سورہ فاتحہ مین ہمین تعلیم دیگئی ہے۔ جب ہم **اھدنا الصراط المستقیم** کہتے ہیں تو اس دعا کے ذریعہ سے اس نور کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہین۔ جو خدا تعالیٰ سے اترتا اور دلونکو یقین اور محبت سے منور کرتا ہے۔

بعض لوگ جلدی سے کہدیتے ہیں کہ ہم دعا سے منع نہین کرتے بلکہ دعا سے مطلب صرف عبادت ہے جسپر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ نہین سوچتے۔ کہ ہر ایک عبادت جسکے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے **روحانیت** پیدا نہیں ہوتی اور ہر ایک ثواب جسکی **محض خیال** کے طور پر کسی آیندہ زمانہ پر امید رکھی جاتی ہے۔ **وہ سب** خیال باطل ہے حقیقی عبادت اور حقیقی ثواب وہی ہے۔ جسکے **اسی دُنیا** میں انوار اور برکات **محسوس** بھی ہون ہماری پرستش کی قبولیت کے آثار یہی ہین کہ ہم **عین دعا کیوقت میں** اپنی دل کی آنکھ سے مشاہدہ کرین کہ ایک تریاقی نور خدا سے اترتا اور ہمارے دل کے زہریلے مواد کو کھوتا اور ہمارے پر ایک شعلہ کی طرح گرتا اور فی الفور ہمین ایک

پاک کیفیت اور انشراح صدر اور یقین اور لذت اور محبت اور انس اور ذوق پیدا کر دیتا ہے اگر یہ امر نہیں ہے تو پھر دعا اور عبادت بھی ایک رسم اور عادت ہے ہر ایک دعا گو ہماری دنیوی مشکلات کے لئے ہو مگر تاہم بھی ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گذر کر آتی ہے یعنے اول ہمیں ایمان اور عرفان میں ترقی بخشتی ہے۔ اور ایک پاک کیفیت اور انشراح صدر اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ہمیں عطا کر کے پھر ہماری دنیوی مکروہات پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ اور جس پہلو سے مناسب ہے اس پہلو سے ہمارے غم کو دور کر دیتی ہے پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ دعا اسی حالت میں دعا کہلا سکتی ہے۔ کہ جب درحقیقت اس میں ایک قوت کشش ہو اور واقعی طور پر دعا کرنے کے بعد آسمان سے ایک نور اترے جو ہماری گھبراہٹ کو دور کرے اور ہمیں انشراح صدر بخشے اور سکینت اور اطمینان عطا کرے۔ ہاں حکیم قادر مطلق ہماری دعاؤں کے بعد دو طور سے نصرت اور امداد کو نازل کرتا ہے (۱) ایک یہ کہ اس بلا کو دور کر دیتا ہے جس کے نیچے ہم دبکر مرنے کو تھے (۲) دوسرے یہ کہ بلا کی برداشت کے لئے ہمیں فوق العادۃ قوت عنایت کرتا ہے بلکہ اس میں لذت بخشتا ہے۔ اور انشراح صدر عنایت فرماتا ہے۔ پس ان دونوں طریقوں سے ثابت ہے کہ دعا سے ضرور نصرت الٰہی نازل ہوتی ہے۔

اشاعت اسلام

اسلام اور اہل اسلام کی جو کچھ حالت ان دنوں ہو رہی ہے اسکے اظہار کرنیکے لیے مجھکو کسی لمبی تمہید کی ضرورت نہیں ہے۔ اشاعت اسلام کی ضرورت پر میں متعدد مرتبہ اپنے دلی جذبات کا اظہار کر چکا ہوں کہ یہ ایک ایسا ضروری کام ہے۔ جو مسلمانوں کو پوری مستعدی اور ہمت اور جوش اور باہمی اخلاص سے کرنا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو سب کے سب ملکر اس فرض کو ادا کریں میں نے اپنے ان خیالات کو تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ مختلف اوقات میں اظاہر کیا دہلی میں وہاں کے سربرآوردہ مسلمان اور مولانا شبلی سے اس ضرورت کے متعلق خاص طور پر تحریک اور گفتگو کا بھی موقع ملا۔ اب جبکہ یہ تحریک مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہو میں پھر اس ضرورت کے متعلق اپنی آواز اٹھانی چاہتا ہوں۔ شاہ سلیمان صاحب پھلواری نے روزانہ پیسہ اخبار میں اس غرض سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور انہوں نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو مل کر اشاعت اسلام کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اور تمام مختلف انجمنیں اور مجلسیں جو بطور خود اس کام کو کر رہی ہیں وہ ایک مرکزی کمیٹی کے ماتحت ہوں اور مختلف انجمنوں کے کاموں کو تقسیم کر دیا جاوے یہ تجویز نرالی اور نئی نہیں ہے بلکہ یہ وہی تجویز ہے جسکو میں انجمن خادم المسلمین کی تحریک کرتے ہوئے پیش کیا تھا جب تک اس اصول پر کام نہیں ہوگا کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال ہے لیکن سوال یہ ہے کہ علماء کے درمیان جو اپنے ذاتی مناظرے اور جھگڑے ہیں انکا علاج اور اصلاح ہو تو کیونکر ہو؟ تکفیر بازی اور فتوی سازی کی منڈیوں کی رونق انکی گرم بازاری کا موجب ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہو کہ

طرفہ دین خالی شدہ وہر دشمنے جست از کمین

نہ ہی انجمنوں اور مجلسوں سے کبھی کام نہیں ہوا انجمنوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔

لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور دہلی کی انجمنوں میں جو ایکدوسرے کی مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ مخفی امر نہیں عہدوں پر جنگ۔ اپنی وضع کے ممبروں کی طاقت کی مضبوطی یہ انجمنوں کا ادنیٰ کام ہے۔ اسلئے میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی شخص جو محض اخلاص اور نیک نیتی سے اس سوال پر غور کریگا نہیں مان سکتا کہ کسی بناوٹی صورت سے کوئی کام چل سکتا ہے۔ اسکے معنے نہیں ہیں کہ انجمن کی ضرورت نہیں اگر میری اس تحریر سے یہ مفہوم پیدا کیا جاوے۔ تو یہ سراسر غلط ہوگا۔ میری دانست میں جب تک مسلمان کسی خاص شخصیت کے اثر کے نیچے نہیں آتے اور تمام انجمنیں اسکے ماتحت نہیں ہوتی ہیں کوئی بات درست نہوگی۔ میں اسکی مثال لیفہ ہان کی انجمن اور شخصیت کو دے سکتا ہوں۔ ہماری کل قوم ایک اپنا امام اور مطاع یقین کرتی ہے۔ اور اس کے کل فیصلے اور احکام ناطق ہوتے ہیں انتظامی امور کے لیے ایک انجمن اس کے ماتحت کام کرتی ہے اسی طرح جب تک مسلمان سب کے سب ایک امام اور پیشوا دین کے ناطق فیصلہ کے نیچے نہیں آئینگے انہیں وہ وحدت اور یگانگت پیدا نہیں ہوسکتی نری کمیٹیوں اور مرکزی انجمنوں سے یہ کام نہیں چلے گا۔ ہاں اگر ایک مذہبی امام کے ماتحت ہو کر ایک مرکزی کمیٹی اور اس کے ماتحت کمیٹیاں ہوں تو یہ انشاءاللہ ضرور مفید اور بابرکت ہونگی۔

بہرحال اشاعت اسلام کی ضرورت اور اسکی عملی ضرورت پر غور کرنا اسوقت مسلمانوں کا ایک مشترکہ کام ہے اور اسکی طرف توجہ نہ کرنا سخت غفلت اور برے نتائج کا موجب ہوگا۔

بہرحال جہانتک شاہ سلیمان کی تجویز اشاعت اسلام کی ضرورت اور مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنیکے خیال کی ہے میں اسکی تائید کرتا ہوں۔ باقی اسکی عملی صورت پر غور کرنیکے لیے ہونا چاہیئے کہ اہل الرائے لوگ اس سوال پر بحث کرینگے۔

اسوقت میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کفر فروشی کی منڈیوں کو سرد کر دینا چاہیئے۔ ورا ذرا سی بات پر جو کفر کے فتوے دیئے جاتے ہیں۔ اور رفع یدین کے کرنے یا نہ کرنے پر مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ اسے رو کدو۔ مسیح کی وفات اور آسمان پر اٹھائے جانیکے متعلق جو کفر بازی ہو رہی ہے اس سے رجوع کرو۔

اور صدق و اخلاص کے ساتھ قدم اٹھاؤ مسلمانوں کو کافر بنانے کی بجائے کافروں کو مسلمان کرنے اور مسلمانوں کو مسلمان رہنے دینے کی کوشش کرو کہ آج اسی کی ضرورت ہے اگر مسلمانوں میں یہ عملی روح پیدا ہو جائے اور انکی اندرونی عملی غلطیاں دور ہو جائیں تو اسلام کی کامیابی میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہوسکتا۔

اٹھو اور قدم بڑھاؤ

سب سے زیادہ اشاعت اسلام کے کام سے خوش ہونے والی جو قوم ہے۔ وہ احمدی قوم ہے اور اس تجویز کو جو اسلام کے لیئے کی جاوے پسند کرنیوالے بحمد اللہ ہم ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے امام کے ذریعہ مامور ہیں روئے زمین کے مسلمانوں کو دین احمد پر جمع کرنے کے وہ دن بڑی مبارک ہو گا جس دن اس بشارت کو اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھینگے اگر چہ ہم اسلام کی اشاعت کا عظیم الشان کام کر رہے ہیں پھر قدم اٹھاؤ اور زمانہ جنگ کی طرح دشمنان اسلام کا مقابلہ کرینگے ان اتقی و خیر منی امام ا۔

اخبارات کا نیا قانون

آج کل ۸ - فروری ۱۹۱۰ء کو اخبارات کا نیا قانون پاس ہو گیا قانون مذکور کے رو سے اخبارات کی بے قیدی اور آزادی کو اصول کے تہہ وابستہ کر دیا گیا - ہر چند آزاد نکتہ چینی جو قانون اور اخلاق کے حدود کے اندر ہو - وہ کبھی بھی بند نہیں کیجاتی اور نہ اسے کوئی آزاد اور مہذب گورنمنٹ روکنا پسند کرتی ہے - تاہم اس میں کوئی بھی کلام نہیں - کہ بعض شوریدہ سر اور غیر ذمہ دار لوگوں نے اسکے ناجائز استعمال سے یہانتک نوبت پہنچا دی کہ اب اخبار نویس کے کندھوں پر ایک تلوار لٹکتی رہے گی -

بحیثیت ایک اخبار نویس کے اس قانون کے اسقدر جلد پاس ہو جانے کو میں خوشی اور مسرت سے نہیں دیکھ سکتا - لیکن جب میں اس کے نتائج کا تصور کرتا ہوں - تو ایک پہلو سے مجھ از بس مسرت ہوتی ہے - اور دوسرے پہلو سے بعید افسوس -

خوشی کا پہلو تو یہ ہے کہ ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود نے ۲۲- ستمبر ۱۸۹۵ء کو ایک درخواست گورنمنٹ ہند کے اس مطلب کی چاہی تھی کہ جس کے رو سے مناظرات کی اصلاح ہو سکتی تھی اور موجودہ طریق مناظرہ سے جو بدامنی اور برے نتائج پیدا ہوتے تھے وہ سب کے سب رک جاتے تھے لیکن بعض اندرونی رکاوٹوں نے اس درخواست کو گورنمنٹ آف انڈیا تک پہونچنے نہ دیا - اس درخواست کے رو سے یہ بھی چاہا گیا تھا کہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو وسیع کیا جاوے -

اگر اسوقت یہ قانون پاس ہو جاتا تو مذہبی مناظرات اور ایک دوسرے کے خلاف تقریروں اور تحریروں کا جو موجودہ خطرناک رویہ ہے وہ بند ہو گیا ہوتا مگر قدرت نے اس کام کو ایک دوسرے وقت کے لئے رکھا ہوا تھا - حضرت مسیح موعود نے جب اس درخواست کو عام مسلمانوں کے دستخطوں کے لئے پیش کیا - تو ہزاروں دستخط اس پر ہو چکے تھے اور ساتھ ہی آپ نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور سرگروہوں کو نوٹس دیا کہ وہ امن عامہ کو قایم رکھنے کے لئے اس طریق کو مذہبی مناظرات میں اختیار کریں جو احقاق حق کا ہو سکتا ہے - مگر اسوقت کسی نے توجہ نہ کی پھر بھی جب یہ طریق مناظرہ اپنے برے نتائج کو پیش کرنے لگا تو میں نے الحکم کے ذریعہ اس نوٹس کی تجدید کی اور مذہبی اخبارات سے چاہا کہ وہ خدا کے لئے اپنی روش کو بدلیں مگر انہوں نے اپنی رونق کو کم ہوتے دیکھکر گوارا نہ کیا کہ اس بدزبانی کے طریق کو چھوڑیں -

مگر اب اس قانون نے کسی قوم یا فرقہ یا مذہب کے خلاف عناد و دشمنی کو بھی پیش نظر رکھا ہے - اور ایسے اخبارات اور رسالجات جو اپنے رویہ سے ظاہر کرینگے - کہ وہ جائز نکتہ چینی کے اصول کو چھوڑ کر محض عناد اور دشمنی کے پہلو سے کسی مذہب پر حملہ کر رہے ہیں وہ اس قانون کے رو سے قابل مواخذہ ہونگے -

پس اس لحاظ سے کہ جو ہم اور ہمارا امام ۱۸۹۵ء سے مذہبی قوموں اور جماعتوں سے چاہتا تھا - کہ وہ باہم ایک اس کے اصول پر متفق ہو جائیں وہ اللہ تعالے نے جدید پریس ایکٹ نے پورا کر دیا ان مذاہب کے حامیوں پر موت وارد ہو جائے گی - جو صرف دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور ہادیوں پر محض گالیوں کی بوچھاڑ کرنا جانتے ہیں اور حقایق اور معارف سے تہیدست ہیں - اسلام اور اہل اسلام کے لئے یہ موسم بہار آ گیا ہے - وہ اسلامی حقایق اور معارف کو دنیا کے سامنے رکھیں گے - اب دیکھا جائیگا - کہ دوسرے مذاہب کے حامی اس میدان مقابلہ میں دنیا کے سامنے کیا رکھتے ہیں

پس اس لحاظ سے ہمیں اس قانون کے پاس ہونے سے بہرحال خوشی ہے - اور اس پہلو سے بھی ہم خوش ہیں کہ ہم ہمیشہ سے امن اور فرمانپذیری اور وفاداری کے اصولوں کی تعلیم دے رہے ہیں - اور جن لوگوں نے محض نادانی سے امن عامہ کے خرمن میں آگ لگانا چاہا تھا - اور انہوں نے اپنے خیر خواہوں کی ناصحانہ باتوں کو نہ سنا اب وہ کم از کم قانون کے خوف سے ہی خاموش ہونگے اور اس طرح پر ہم برٹش راج کی برکات سے زیادہ حصہ لینے کے قابل ہو سکینگے - جب کہ ملک میں ہر طرح سے امن ہوگا چونکہ اس پہلو سے بھی ہمارا مقصد اور مطلب پورا ہوتا ہے اسلئے ہم ہر طرح سے اطمینان ظاہر کرتے ہیں لیکن جس حالت اور صورت میں کہ آزادی کو بہت ہی محدود کر دیا گیا ہے - اور بعض فقرات نہایت مبہم ہیں اور اخبار نویسوں کو تا اس قانون کے رو سے کم ہو جائیگا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے نامہربان دوستوں کی کرتوت پر افسوس نہ ظاہر کریں جو اس قانون کے نفاذ کا موجب ہوئے ہیں اخبارات کی آزادی کچھ شک نہیں اس قانون کی رو سے کچل دی گئی ہے - مگر خدا کرے کہ جس غرض کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے وہ پوری ہو یعنے انارکزم کا استیصال ہو اگر انارکزم محض اخبارات کی تحریر کا نتیجہ ہے تو کچھ شک نہیں کہ وہ دب جائیگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انارکی کی تحریک صرف اخبارات سے نہیں ہوتی - بلکہ مخفی سوسائٹیاں اس کی تعلیم کیلئے موجود ہیں اور انہیں کا اثر ہے - کہ نہایت سفاکانہ وارداتیں ہوتی ہیں -

بہرحال یہ قانون ہمارے لئے بحیثیت ایک احمدی مسلمان اور ایک مذہبی مبلغ ہونیکے ہر طرح سے قابل اطمینان ہے - ہم ملک میں امن چاہتے ہیں جس طرح پر قائم ہو سکتا ہے مبارک ہے -

میں آخیر میں آریہ اخبارات کو توجہ دلاتا ہوں کہ اب انکے مذہب کی حقیقت کے اظہار کا وقت آیا ہے - اگر فی الحقیقت وہ اپنے اندر کوئی اعلی درجہ کی تعلیم رکھتے ہیں جو انسانی نفوس کے تزکیہ اور تصفیہ کے لئے مفید ہو سکتی ہے - تو اسے پیش کرنا پڑیگا -

اسلام کی صداقت کے اظہار کا وقت آ پہونچا اور خدا تعالے کے فضل سے وہ نسیم چلنی شروع ہوئی جس کی دیر سے انتظار تھی قرآن کریم کی اعلی درجہ کی تعلیم اور اس کے حقایق و معارف پبلک میں پیش ہونگے - اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے انکا موازنہ ہوگا اور اس طرح پر کوئی پایا جائیگا غیرت سے کوئی رسوا ہوگا -

قانون کا خوف ان لوگوں کو ہونا چاہئے جو ایسی خلاف مذہبی کینہ کے جذبات رکھتے ہوں جو قوم اور اخبارات اپنے سالہا سال کے روش اور رویہ سے دکھا چکے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کے لائل اور وفادار اہل ملک کیلئے ان کے سچے محب ہیں انہیں اس سے کیا اندیشہ؟

مقامی ذمہ دار احکام امید ہے اس قانون جدید کے رو سے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے پوری فراخ حوصلگی سے کام لیکر پریس کو معقول اصلاح کا موقع دینگے -

بالآخر ہم اس قانون کے پاس ہونے پر اگر کسی قسم کا شکوہ کرنیکے لئے

طیار ہیں تو وہ خود پریس ہی والے ہیں جن کی مذموم کارروائیوں نے ہی ملک کو نوبت پہنچائی گورنمنٹ معذور اور حق بجانب ہے۔

ہر کس از دست غیر نالہ کنان ٭ سعدی از دست خویشتن فریاد

عدم گنجائش کیوجہ سے میں اس نوٹس اور درخواست کو جو حضرت مسیح موعود مغفور نے پیش کرنی چاہی تھی درج نہیں کر سکا کسی اگلی اشاعت میں درج کر دونگا محض یہ دکہانیکے لئے کہ امن عامہ کو قائم کرنے اور مذہبی مناظرات کی اصلاح کیلئے اس مرد خدا نے کیا کچھہ کیا اور آخر خداتعالیٰ نے اس کے ارادوں کو کس طرح پورا کیا٭

ندوة العلماء کا اجلاس دہلی میں

نمبر اول

ندوة العلماء [illegible] اس دفعہ دہلی میں ایسٹر کی تعطیلات میں ہوگا اور ابہی ابہی مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں ہو چکا ہے اس سے دہلی کے مسلمانوں کی اولوالعزمی اور قومی اور مذہبی کاموں میں خاص دلچسپی کا پتہ لگتا ہے۔ جبکہ اس فہرست پر نظر کیجاتی ہے جو ندوة العلماء کو دعوت دینے والی انجمنوں اور مجالس میں شائع ہوئی ہے۔ تو اور بہی خوشی ہوتی ہے کہ ندوہ کا یہ اجلاس انشاءاللہ کسی بہترین نتیجہ کا موجب ہوسکیگا چونکہ مولانا شبلی نے خود ایک سلسلہ مضامین کا شروع کیا ہے جس میں انہوں نے یہ بتانا چاہا ہے۔ کہ

جلسہ میں کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہیئے

اسلیئے مینے ضروری سمجہا کہ اپنے خیالات ندوة العلماء کے معزز اراکین تک پہنچاؤں کیا عجب ہے کہ وہ ان سے کوئی مفید بات پیدا کرسکیں۔

ندوة العلماء کا اجلاس جب کلکتہ میں ہوا تہا اسوقت مسٹر عارف نے دعوتی مراسلہ ہمارے پاس بہیجا تہا۔ اسکا جواب الحکم کے ذریعے میرے محسن مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب غفراللہ نے نہایت متانت سے دیا تہا۔ اور بہت سی باتوں کی طرف ندوة العلماء کے معزز اراکین کو توجہ دلائی تہی پہر جب ندوة العلماء کا اجلاس امرتسر میں ہوا اسوقت بہی تحفہ ندوة نام ایک مختصر سا رسالہ ہمارے امام وپیشوا مغفور نے ندوة العلماء کی توجہ کے لیئے لکہا اور خود مینے جلسہ میں شامل ہوکر ندوہ کے جلسہ پر مفصل ریمارکس ایک سلسلہ اخبار میں دیا اب جبکہ ندوہ کا اجلاس دہلی میں ہوتا ہے اور خود شبلی صاحب نے اس سوال پر روشنی ڈالنی چاہی ہے۔ کہ ندوہ میں کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہیئے

تو اس صورت میں میرا فرض ہے کہ اس سوال کے دوسرے حصہ کا جواب دوں کیونکہ ندوہ میں کیا ہوگا۔ تو شبلی صاحب بتائیں گے جو تجاویز انہوں نے جلسہ کو مفید اور موثر بنانے کی پہلے سے سوچ رکہی ہیں۔ وہ پیش کرینگے اور دوسری صورت پروگرام کی ہوگی اس میں کیا ہونا چاہیئے یہ دوسرے لوگوں کا کام ہے۔ جو رائیں اور مشورے اس طرح پر ندوة العلماء کے مجلس نظم کو دیجائینگے کچہہ تعجب نہیں کہ ان میں سے بعض کو عملدرآمد میں آنے ہی کا خیال ہو میں نے اس سلسلہ کو شروع کیا ہے یقین ہے کہ شبلی صاحب خصوصاً ان پر توجہ فرمائیں گے۔

جس طرح پر ندوة العلماء کو دہلی بلانیکی دعوت میں ان تمام انجمنوں کے سکرٹری شامل ہیں اور مختلف فرقوں کے مسلمان اس میں داخل ہیں اسی طرح پر اگر وہاں کے تمام مدارس اور مکاتب کے ذمہ دار منیجر باہم ملکر کوئی ایسی صورت سوچیں کہ ان مدارس کو ایک جگہ کرکے ایک بڑا دار العلوم بنادیا جاوے تو یہ بہت مفید امر ہوگا۔ اسلیئے سب سے پہلی بات جو ندوة العلماء کے اراکین اور اس کے بلانیوالے عمایدہ دہلی کی توجہ کیلیئے میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ دار العلوم دہلی کی بنیاد ہے۔

میں جن دنوں دہلی میں تہا۔ مینے یہ تحریک کی تہی کہ دہلی کے تمام اسلامی مدارس کو ملاکر ایک دار العلوم بنادیا جاوے میری اس تحریک کو دہلی کے عمایدوں اور ان علماء نے جن سے ملنے کا مجہے اتفاق ہوا بہت پسند کیا اور بعض نے تو اس تحریک کو عملی رنگ میں لانے تک کے لئے مجہے وہاں ٹہیرنے اور اس پر خاص توجہ دینے کے لئے آمادہ کیا مگر میں وہاں نہیں ٹہیر سکتا تہا اب جبکہ ندوة العلماء کا اجلاس وہاں ہوتا ہے کیوں اس تحریک کو زندہ نہ کیا جاوے۔

دہلی میں بہت سے مدرسے اور مکتب ہیں اور وہ سب چندے ہی کے ذریعہ چل رہے ہیں لوگ چونکہ ہر ایک مدرسے کے منیجر کو خیال ہوتا ہے کہ اسکا مدرسہ ترقی کرے اسلیئے وہ اس مطلب کے لئے جو تجاویز اور طریقے چاہے اختیار کرے ہمارے تعلیمی نصاب میں زمانہ کی تنقید اور ضروریات کے ساتھ بہت کچہہ اصلاح کی حاجت ہے لیکن چونکہ یہ مدارس کسی خاص ضابطہ اور قانون کے نیچے نہیں ہیں اور نہ مسلمانوں کی عام رائے وہاں اپنا اثر کرسکتی ہے۔ اسلیئے جو کچہہ ان مدارس کے منیجر چاہتے ہیں کرتے ہیں میری دانست میں مسلمانوں کا قریباً ایک لاکھہ روپیہ سالانہ دہلی کے ان مدرسوں پر خرچ ہوجاتا ہے

چونکہ بے اصولے پن سے خرچ ہوتا ہے۔ اسلیئے کوئی بہترین نتیجہ پبلک کے سامنے نہیں رکہا جاسکتا۔

فتح پوری کا ایک بڑا اور قدیم مدرسہ ہے۔ اور اس کے اخراجات وقف فتح پوری کی آمدنی سے دیئے جاتے ہیں مدرسہ کی انتظامی کمیٹی شوق سے چاہتی ہے۔ کہ مدرسہ کی اصلاح ہو اور وہ اس کے لیئے بہت کچہہ خرچ کرنیکو بہی طیار ہے۔ مگر بعض دقتیں اور ناواقفیت وغیرہ انکی راہ میں ہیں۔ اسی طرح اور بہی بہت سے مدرسے ہیں۔

پس اگر دہلی کے تمام مدارس کو یکجا کرکے ایک دار العلوم بنا دیا جاوے اور اسکی انتظامی کمیٹی کو ٹرسٹیوں کی ایک باضابطہ مجلس کے رنگ میں تبدیل کردیا جاوے تو اس قسم کا دار العلوم بہت مفید ہوگا۔ اسلیئے سب سے پہلا امر جو ندوہ کے اس اجلاس میں طے ہونا چاہیئے۔ وہ دہلی کے دار العلوم کا قیام ہو میں جانتا ہوں کہ دہلی کے مدارس کو یکجا کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ یہ مدرسے مسلمانوں کے ہیں۔ جنکو ایک کرنا (افسوس سے کہا جاتا ہے) کارے دارد باوجودیکہ اجتماعی قوت کی تعلیم ابتدا مسلمانوں کو قرآن کریم نے دی تہی۔ وہ دوسروں کے پاس نہیں مگر آج جسقدر سا اختلاف ان میں ہے اوروں میں نہیں۔

اس دار العلوم کے قیام کے لیئے فتحپوری مدرسہ کو بطور بنیاد کے لینا چاہیئے۔ اور میں یقین رکہتا ہوں کہ یہ مدرسہ جن ہاتہوں کے نیچے ہے وہ زمانہ کی ضروریات سے بخوبی واقف ہیں اور وہ فوراً اس بات کو پسند کرینگے کہ اس مدرسہ کو بہترین حالت میں تبدیل کر دیں۔ پس

دار العلوم فتحپوری دہلی

کی اصلاح آسان ہے اور اس کام کو شروع کرنے کے لئے ندوة کے اجتماع میں یہ بہترین ذریعہ ہے اگر اس مدرسہ کا انتظام عمدہ ہو جائے اور طلباء کی رہائش اور تعلیم کا معقول انتظام ہو اور پہر اس مدرسہ کے تعلیمیافتہ لڑکوں کے لئے قومی اور مذہبی کام کرنے کے لئے خصوصیت کو مد نظر رکہا جاوے تو دوسرے مدرسے خود بخود اس میں شامل ہوتے جائیں گے۔ مگر عوام مسلمانوں کے ذہن نشین جب ایسے قومی مدرسہ کی ضرورت اور اتفاق و اتحاد کے فوائد ذہن نشین کر دیئے جاویں تو یہ کام بہت آسان ہے اسی طرح پر دوسرے ایسے مدارس جو بعض اوقاف کی آمدنیوں سے چل رہے ہیں۔ انہیں اسمیں ملا دیا جاوے یہ کام اس طرح شروع ہوسکتا ہے

(باقی دوسرے نمبر میں)

مسلمان اخبار نویس غور اور توجہ سے پڑھیں

اسلامی اخبارات سے میری مراد ان اخبارات سے ہے جن کے مالک اور ایڈیٹر مسلمان ہیں اور وہ اپنے اخبار کی غرض و غایت مسلمانوں اور اسلام کی حمایت اور ان کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت ظاہر کرتے ہیں پھر ان اخبارات کی دو قسمیں ہیں
اوّل ملکی اور عام اخبارات
دوم مذہبی اخبارات

ملکی اور عام اخبارات کا یہ کام ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے متعلق اپنے کالموں میں بحث کریں اور جہاں کہیں حق تلفی ہو اس کے متعلق بحث کر کے ذمہ دار افسروں کو متوجہ کریں ایسا ہی قومی معاملات پر مسلمانوں کو غور کرنے کی عادت ڈلوائیں ۔

مذہبی اخبارات اسلام کے حقائق اور مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے جواب دیتے ہیں - اسلامی اخبارات کی اس تقسیم کے بعد جس ضروری امر پر میں مسلمان اخبار نویسوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ موجودہ پولیٹیکل شورش اور ایجی ٹیشن نے مسلمانوں کی حالت کو نہایت نازک کر دیا ہے کیونکہ جارحانہ پہلو قوم کے ایک فرقہ آریہ نے دوسرے ہندوؤں کو اپنی پوزیشن صاف کرتے کرتے خواہ مخواہ مسلمانوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی ہے - میں اس بات کو صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ پرانے خیال کے ہندو جنہیں سناتن دھرم کے ماننے والے کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں کیساتھ کوئی دشمنی اور بیر نہیں رکھتے مگر اب آریہ صاحبان انہیں جوش دلا کر مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ کر رہے ہیں اور کرینگے -
ان کے مذہبی اخبار اسلام پر ایسی نکتہ چینیاں کر رہے ہیں جو اسلام کی مسلمہ کتب کی بنا پر نہیں ہوتی ہیں اور ان کا طرز تحریر ایسا ہوتا ہے جس سے مسلمان مشتعل ہوں یہ حالت ہے ہمارے مخالفین کی -

ایسی صورت میں کہ مسلمان ایک نرغہ میں پھنسے ہوئے ہیں یہ کسقدر شرم کی بات ہے۔ کہ مسلمان اخبار نویس ایک دوسرے کی مخالفت پر نہایت تنگ سری کیساتھ حملے کریں

پچھلے دنوں اخبار پیسہ نے صدائے ہند لاہور کے شمارہ پر الٹی منطق چلا کر نتیجہ نکالا کہ مسلمان اسے پڑھتے ہی نہیں اس نوٹ کو لیکر پیسہ اخبار نے اسکی تائید کی - کیوں ؟ صرف اسلیئے کہ حمایت اسلام کے متعلق صدائے ہند اور پیسہ اخبار کے پوائنٹ مختلف ہیں ایک انجمن کی موجودہ شورش کے خلاف ہے دوسرا اسکی تائید میں پیسہ اخبار نے تو یہ شرمناک غلطی کی ہی تھی۔ اسکا جو جواب صدائے ہند نے شائع کیا ہے۔ وہ جہانتک واقعات کا رنگ کہتا ہے۔ معقول اور درست کہا جا سکتا ہے۔ لیکن معقولیت اور متانت سے اتر کر اسے جھگڑا بازی کا ایک اچھا نمونہ بنا دینے کی کوشش کی ہے جسکو میں سخت ناپسند اور شرمناک امر سمجھتا ہوں۔
اب وہ وقت نہیں ہے کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں اس طرح پر دست و گریبان ہوں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ مشترکہ **قومی کاموں** میں ملکر آواز اٹھائیں اور خانہ جنگی کو چھوڑ دیں - اسی طرح پر مذہبی اخبارات میں ایسی بحثیں نفرت کی نگاہ سے دیکھی جانیکے قابل ہیں جو باہم ایکدوسرے کی نامناسب مخالفت پر مبنی ہوں

باہمی فروعی اختلافات کو چھوڑ کر مخالفین کا منہ بند کرنیکے لیئے متفق طاقت سے کام لیں - ہاں اگر باہم کسی امر میں اختلاف ہو تو اسے نہایت متانت اور معقولیت سے پیش کیا جاوے - جسقدر طاقت ہم خانہ جنگی میں صرف کر رہے ہیں اسکو مخالفین کی مخالفت کے دور کرنے میں کیوں صرف نہ کیا جاوے -

کسی اسلامی انسٹیٹیوشن کی انتظامی اصلاح کے متعلق اگر علم رائے پیدا کرنا مد نظر ہو تو اس طریق کو کبھی ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے - جو اختلاف رائے سے گزر کر مخالفت اور عداوت کی صورت اختیار کرے -

یہ تمام امور **بطور بنیادی** اور وقتی ضرورتوں کے پیش کیے ہیں - دیکھنا چاہیئے کہ دوسرے مسلمان اخبار نویس ان نیک نیتی اور اصلاح کی غرض سے ظاہر کیے ہوئے خیالات پر کیا رائے زنی کرتے ہیں - ؟

اگر ہم اس طریق کو اختیار کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اسلامی شیرازہ کی تقویت کیلیئے بہت بڑا کام ہو سکتا ہے - اور مسلمانوں کی خانہ جنگی دور ہو سکتی ہے -
میں مسلمان معاصرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے صحائف میں اس تحریک کی تائید کریں - اسکے ساتھ ہی یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ
اسلامی پریس کی قوت اور طاقت کو مضبوط کرنے کی لیئے اور ان میں باہم اتحاد اور ارتباط کو بڑھانیکے لیئے ایک **پریس کانفرنس** کی بھی ضرورت ہے جسقدر جلد ممکن ہو اس تحریک کو عملی لباس پہنانا چاہیئے اور مسلمان اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس قائم ہو کر **اسلامی پریس** کی اصلاح اور استحکام کے لیئے تجاویز پر غور کرے -
میں نے سرسری طور پر ان تجاویز کو پیش کر دیا ہے - امید کہ دوسرے معاصرین اس پر رائے زنی کریں گے -

دین الحق

میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے ایک عجیب اور قابل قدر کام کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ احمدی بھائی انکی اس خدمت کی پوری قدر کریں انہوں نے دین الحق نام ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب میں انہوں نے در اصل احمدیت کے درخشان چہرہ کو دکھایا ہے - یہ کتاب اس قابل ہے کہ غیر قوموں اور غیر احمدیوں میں اسکو کثرت سے شایع کیا جاوے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور دوسرے عقاید اسلامیہ کے متعلق کیا کچھ فرمایا ہے - میں یقین نہیں کرتا کہ اگر کوئی خشیت اللہ سے اسکو پڑھے اور پھر بھی وہ سلسلہ حقہ کی نسبت بدگمانی کرے - اس کتاب کے بعد مجھے احمدی اور انکا مذہب لکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر اس کتاب کو جو میں الحکم کیساتھ شایع کرتا ہوں ، محرکات کچھ اور ہیں جو بعد میں معلوم ہو جائیں گے - میر صاحب نے اس کتاب کو نہایت احتیاط اور عمدگی سے طبع کرایا ہے - اور اس کی قیمت ۸ ر ہے کتاب مذکور چند روز میں شایع ہو جاوے گی اور اسکا دوسرا حصہ اظہار الدین ہوگا -
میں پھر تحریک کرتا ہوں کہ یہ کتاب کثرت سے شایع ہونی چاہیئے درخواستیں میر صاحب موصوف کے پاس دہلی جائیں ۔

خلیفہ ہارون الرشید اور ایک بدوی

ذیل مین ایک عجیب مکالمہ درج کیا جاتا ہے جو اس وقت کا ہے۔ جبکہ خلافت راشدہ خلافت نہین بلکہ سلطنت یا حکومت کی صورت مین تبدیل ہو چکی تہی اسکو پڑہکر معلوم ہوگا کہ علمی قوت کیسی زبردست اور موثر ہوتی ہے۔ ایڈیٹر

حج کا زمانہ تہا اور اکناف عالم سے سچے مذہب پرست مسلمان آکر مکہ مشرفہ مین جمع ہوئے تہے خلیفہ ہارون الرشید بہی اسی تقریب مین داخل بیت اللہ ہوا تہا۔ اور مناسک حج کے اثنا مین خاص علم کو طواف کرنیسے منع کر دیا تہا۔ کہ اسکو سہولت اطمینان کے ساتہہ تنہا طواف کرنیکا موقع ملے ایسی حالت مین ایک بدوی نے طواف مین خلیفہ پر سبقت کی اسکی یہ حرکت خلیفہ کو ناگوار معلوم ہوئی حاجب کو حکم دیا کہ بدوی کو فوراً منع کر دے حاجب نے بدوی کو طواف سے روکنا چاہا۔ تو بدوی نے اُسکو کہا "یہ ایسا مقام ہے جہان خداوند کریم عالم نے حاکم و محکوم کو مساوات کا حق دیا ہے جیسا چنفرماتا ہے۔ سواء العاکف فیہ والباد ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم۔"

خلیفہ نے یہ جواب سنا تو اسکو بدوی کی جانب سے کچھہ خوف وتامل پیدا ہوا اور وہ خاموش ہوگیا۔ اسکے بعد خلیفہ حجر اسود کا بوسہ لینے آگے بڑہا تو بدوی نے یہان بہی اُسپر سبقت کی پہر خلیفہ مقام مصلی پر پہنچا تو اس مقام پر بہی بدوی نے سبقت کرکے نماز پڑھ لی۔

خلیفہ نے نماز سے فارغ ہو کے بدوی کے حاضر کرنیکا حکم دیا۔ حاجب دوڑا ہوا گیا۔ تو اس نے کہا "کہ امیر المومنین تمہین یاد فرما رہے ہین۔" بدوی نے کہا مجھے امیر المومنین سے کوئی ضرورت نہین ہے اگر انہین میری ضرورت ہے تو وہ خود میرے پاس آئیں یہ سن کے خلیفہ خود اس بدوی کے پاس گیا اور سلام کیا بدوی نے سلام کا جواب دیا خلیفہ نے کہا عرب صاحب! یہان بیٹھ جاؤ بدوی: "یہ مکان اور حرم میرا نہیں ہے۔ کہ مین یہان بٹھاؤن اگر تمہین ضرورت ہو تو بیٹھو ورنہ چلے جاؤ۔

یہ جواب بہی خلیفہ کو بہت شاق گزرا ایسی گفتگو اور ایسے جوابات اُس نے کبہی نہ سنے تہے۔ اور نہ کسی کو جرات تہی کہ امیر المومنین سے بالمشافہ ایسی باتیں کہہ سکے ناچار کو ناچار بیٹھنا پڑا اور اس نے سوال کیا۔ "تمپر خدا نے جو چیز فرض کی ہے۔ مین اسکی نسبت سوال کرتا ہون اگر تم جواب دو تو سمجہا جائیگا کہ تم اور بہی باتونکا جواب دے سکتے ہو۔"

بدوی "پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا سوال متعلمانہ ہے یا تمسخرانہ ہے؟"

خلیفہ "(اس مہمل استفسار پر متعجب ہو کے) خیر میرا سوال متعلمانہ ہے۔"

بدوی "تو پہر تمہین متعلم کے طرز و انداز مین گفتگو کرنی چاہیے۔ یہ سن کے خلیفہ دو زانو ہو بیٹھا۔

بدوی "ہان اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

خلیفہ "خدا نے تمپر کیا فرض کیا ہے۔"

بدوی "تم کس فرض کی نسبت سوال کرتے ہو آیا ایک کی نسبت، یا پانچ یا سترہ یا چونتیس یا پچاسی یا طول عمر مین ایک یا چالیس کے ایک یا دو سو کے پانچ کی بابت۔"

خلیفہ۔ "(تعجب اور ہنسی سے بیتاب ہو کے) مین نے تمپر ایک فرض کی نسبت سوال کیا تمنے دنیا بہر کا حساب پیش کر دیا۔"

بدوی "اے ہارون اگر امور دین مین حساب نہ ہوتا۔ تو خدا تعالے روز حساب مین مخلوق کو حساب سے گرفت کرتا اس نے صاف کہدیا ہے۔ نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین[1]"

بدوی کے کلمہ خطاب یعنے "اے ہارون" سے خلیفہ کے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمودار ہوئے۔ اور آنکہین جہکنے لگین مگر اس نے غصہ کو ضبط کرکے کہا "تم نے بہت سے فرائض کا ذکر تو کر دیا ہے۔ مگر اب تمہاری خیر اسی مین ہے۔ کہ تم صاف و صریح طور پر ان کی تفسیر کرو۔ ورنہ صفا و مروہ کے درمیان تمہاری گردن مارنے کا حکم دیا جائیگا۔"

یہ سن کے حاجب نے عرض کیا۔ "امیر المومنین! یہ بدوی نادانی سے آپکے ساتہہ گفتگو کر رہا ہے۔ اسلیئے معاف فرما دیجیئے کم از کم اس بزرگ و مقدس مقام کے خیال کر ہی در گزر مناسب ہے۔"

دونوں کی باتون کو سنکے بدوی ہنستے ہنستے لوٹ گیا خلیفہ کو اسکی ہنسی پر بہت حیرت ہوئی۔ اور پوچھا۔ "تم کس بات پر اسقدر ہنس رہے ہو۔"

بدوی: "مین نہین سمجہ سکا کہ تم دونون مین زیادہ جاہل کون ہے۔ آیا وہ جو مرنیوالے شخص سے موت کو لوٹا دینا چاہتا ہے۔ یا وہ جو مرنیوالے کیلیئے موت کو بلا رہا ہے۔"

اس جواب پر ہارون الرشید بالکل خاموش و بے بس ہوگیا۔ اور اس کی سچائی کے اثر سے بے اختیار رو دیا بدوی کہنے لگا تم نے سوال کیا تہا کہ خدا نے مجہپر کیا فرض کیا ہے۔ اسکا جواب سنو! خدا تعالیٰ نے مجہپر بہت سی چیزین فرض کی ہین ایک فرض سے مراد دین اسلام ہے پانچ فرض سے مراد نماز پنجگانہ ہے۔ سترہ سے مراد سترہ رکعتیں ہین چونتیس سے مراد چونتیس سجدے ہین پچاسی سے مراد پچاسی تکبیرین ہین طول عمر مین ایک فرض سے مراد حج بیت اللہ ہے۔ چالیس کے ایک سے مراد بکریون کی زکوٰۃ ہے یعنی کسی کے پاس چالیس بکریان ہون تو ایک بکری زکوٰۃ مین دینا فرض ہے۔ دو سو کے پانچ سے مراد چاندی کی زکوٰۃ ہے۔"

بدوی کی اس تقریر سے ہارون الرشید بہت مسرور ہوا اسکا بغض مبدل بہ محبت ہوگیا اور اسکی نظر مین بدوی کی محبت بیٹھ گئی۔

بدوی پہر کہنے لگا۔ "تم نے جو سوال کیا تہا۔ اسکا مینے جواب دیدیا۔ اب مین تم سے سوال کرتا ہون تم جواب دو۔" ہارون نے کہا پوچھو بدوی نے کہا ایک شخص نے نماز فجر کے وقت ایک عورت کو دیکہا۔ اسوقت وہ اُس کیلیئے حرام تہی ظہر کا وقت آیا تو وہ اُس کیلیئے حلال ہوگئی عصر کے وقت حرام تہی اور مغرب کے وقت حلال ہوگئی۔ عشا کیوقت وہ پہر اسپر حرام ہوگئی۔ دوسری صبح کو پہر حلال ہو گئی اور ظہر کیوقت حرام۔ عصر کیوقت پہر حلال ہوگئی۔ اور مغرب کیوقت

[1] ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو قایم کرینگے کسی پر ظلم نہ کیا جائیگا اگر رائی کے بہی کوئی چیز رہ گئی ہو تو ہم اُسے بتا دینگے اور ہم جیسا محاسب کافی ہے۔ ۱۲

حرام تھی اور جب عشا کا وقت آیا وہ عورت اسکے لئے حلال ہو گئی مسئلہ کی اس صورت کو سنکے ہارون الرشید بے انتہا متعجب ہوا۔ اور بولا بھائی تم نے مجھ ایسے سمندر میں پھینک دیا ہے کہ تم ہی اس سے مجھ نکال سکو گے۔

بدوی۔" تم خلیفہ ہو اور تم سے زیادہ عالی رتبہ کوئی نہیں ہے اسلئے ضرور تھا کہ تم کسی مسئلہ کا جواب دینے سے عاجز نہ ہوتے مگر افسوس ہے کہ تم مجھ سے ایک بدوی کے ایک سوال کا جواب نہیں دیسکتے۔"

خلیفہ۔" آپ علم میں مجھ سے زیادہ عالی رتبہ ہیں۔ پس اس مقام مقدس کی بزرگی پر نظر کرکے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیے۔"

بدوی۔" خیر میں اس کی وضاحت کرتا ہوں مگر تم عہد کرو کہ آیندہ سے بہ شکستہ حال کے ساتھ عمدہ سلوک کروگے۔ فقیر پر رحم کھاؤ گے۔ اور کسی حقیر کو چشم حقارت سے نہ دیکھو گے۔"

خلیفہ۔" میں ان سب شرطوں کو بطیب خاطر قبول کرتا ہوں۔"

بدوی۔" تو اب مسئلہ کو سمجھو۔ ایک شخص نے کسی کی لونڈی کو نماز صبح کے وقت دیکھا اور اسوقت وہ اسپر حرام تھی۔ ظہر کے وقت اسنے لونڈی کو خرید لیا اسوقت وہ اس پر حلال ہو گئی عصر کا وقت آیا تو اس نے لونڈی کو آزاد کردیا۔ وہ اس پہ حرام ہو گئی مغرب کے وقت اسنے نکاح کیا پھر وہ اسپر حلال ہو گئی۔ عشا کے وقت اسنے طلاق دے دی تو وہ حرام ہو گئی۔ صبح کیوقت اسنے رجعت کی پس وہ حلال ہو گئی ظہر کیوقت اسنے ظہار کیا پھر وہ حرام ہو گئی۔ عصر کا وقت آیا تو اسنے کفارہ میں اسکی طرف سے غلام آزاد کیا پھر وہ اس کے لیے حلال ہو گئی۔ مغرب کے وقت وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اسصورت میں وہ پھر حرام ہو گئی۔ اور جب عشا کا وقت ہوا تو اسنے توبہ کی اور اسلام کی طرف رجوع ہوا۔ پھر وہ اس کے لیے حلال ہو گئی۔

اس تقریر کو سنکے ہارون الرشید کمال درجہ خوش ہوا بلکہ ایک طرح سے انکو رشک ہونے لگا۔ بدوی کیلئے دس ہزار درم کا انعام تجویز کیا۔ جب درم لائے گئے۔ تو بدوی نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے مستحقین کو دیدو۔"

خلیفہ۔" میں آپکے لئے کچھ وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ جو عمر بھر آپکو بے فکر کردے۔"

بدوی۔" مجھے تمہارے وظیفہ کی حاجت نہیں جس نے تمہارے لئے وظیفہ مقرر کیا ہے میرے لئے بھی وظیفہ مقرر کرچکا ہے۔"

خلیفہ۔" اچھا اگر آپ پر کچھ قرض ہو تو بیان کیجئے میں اسکو ادا کردیتا ہوں۔"

بدوی۔" اسکی بھی کوئی احتیاج نہیں۔ پھر وہ بدوی یہ اشعار پڑھنے لگا۔"

ھب الدنیا تو آتینا سبینا

فرض کرو کہ دنیا کئی سال تک بھی آتی رہی تو بھی کیا ہوا

فتکدر ساعۃ وتلذ حینا

کبھی آرام دکھاتی ہے کبھی تکلیف

فما ابغی لشئی لیس یبقی

میں ایسی چیز کو نہیں چاہتا جو باقی نہیں رہتی

واترکہ غداللوارثینا

اور جسکو کل وارثوں کے لیے چھوڑ جانا پڑے

کانی بالتراب علی یحثی

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ مجھ پر مٹی ڈالی جا رہی ہے۔

وبالاخوان حولی نادبینا

اور میرے اطراف بھائی بند چیختے چلاتے ہیں۔

خلیفہ۔" (رقیق القلب ہوکے) میں آخر میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے نام ونشان اور قبیلہ سے آگاہ فرمائینگے۔"

بدوی۔" میں موسیٰ رضا ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن زین العابدین ابن الحسینؓ ابن علی ابن ابی طالبؓ ہوں۔"

یہ سنتے ہی ہارون الرشید اٹھا اور حضرت کی پیشانی پر بوسہ دے کے یہ آیت پڑھی۔" اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔"

یعنی خدا خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا منصب کسکو دے۔ فقط

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے ارشادات

چند روز کا ذکر ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء کھیل کر آ رہے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کسی مریض کو دیکھکر تشریف لا رہے تھے اپنی معمولی ذرہ نوازی کے اصول پر ایڈیٹر الحکم کے دفتر کے سامنے ٹھہر کر بعض اخباری تازہ امور کے متعلق استفسار فرما رہے تھے کہ استنے میں وہ طالبعلم بھی وہیں آ پہونچے حضرت نے بچوں کو دیکھکر سلام علیکم کہنے میں ابتدا فرمائی۔ اور یہ آپکا علی العموم معمول ہے۔ کہ حضرت امام مغفور کی طرح خود سلام میں ابتدا فرماتے ہیں بچے کھڑے ہوگئے فرمایا میں تمہیں کھیلتے ہوئے دیکھکر بھی بہت خوش ہوتا ہوں تعلیمی اور دماغی محنت کے بعد کھیلنا اور ورزش کرنا ضروری ہے اس سے قوےٰ تازہ دم ہوجاتے ہیں اور اعضا میں چستی اور پھرتی پیدا ہوتی ہے صحت اچھی رہتی ہے۔ لیکن میں یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم کھیل کود کو اپنی تعلیم پر مقدم کر لو اور وقت جیسی قیمتی شے کو بت شراحت کھیل کود میں صرف کر دو جسمانی صحت بڑی ضروری چیز ہے۔ قرآن مجید نے اسی اصل پر کھانے پینے پہننے اور دوسرے امور صفائی وغیرہ کے متعلق خاص ہدایات دی ہیں پھر جسطرح پر جسمانی ورزش اور کسرت تمہارے جسم کے نشو و نما اور صحت کے لیے ضروری چیز ہے اسی طرح روح کو صحت اور درستی کی حالت میں رکھنے کے لئے بھی ایک قسم کی ورزش کی ضرورت ہے۔ جب تک اس ورزش سے انسان کام نہیں لیتا روحانی بیماریاں حملہ کرتی ہیں اور روح کو نکما کر دیتی ہیں وہ ورزش روحانی اصطلاح میں مجاہدہ کہلاتی ہے اور وہ عام بات ہے منجملہ اس کے ایک نماز ہے نمازوں کی پابندی انسان کے اندر بہت سی خوبیاں پیدا کر دیتی ہے صفائی اور پاکیزگی کا خیال رہتا ہے۔ حفظ اوقات کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ باہم اتفاق اور وحدت کا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑھکر دعاؤں کا موقعہ ملتا ہے جس سے انسان کے اخلاق عادات سنور سکتے ہیں اور نیک عادتیں اور خصلتیں بھی ایسی عمدہ چیزیں ہیں جو انسان کی صحت کو درست [illegible] کرتی ہیں۔ اگر انسان بڑا ہی طاقتور ہو اور جسمانی صحت [illegible] ہو مگر بدچلن ہوجاوے تو اس کی طاقتیں زائل اور صحت [illegible] خراب ہوجاتی ہے۔ پس تندرستی کے قائم رکھنے کے لئے جس چیز کی دراصل ضرورت ہے۔ وہ نیک عادات اور عمدہ اخلاق ہیں جو روحانی ورزش سے حاصل ہوتے ہیں اسلیئے اب ورزش جسمانی پر بھی ان کو مقدم کرو جو میری عین خوشی کا موجب ہے۔

اس مختصری باموقعہ نصیحت سے حضرت کی خواہشوں کا پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ قوم کے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مندرجہ بالا تقریر سے پہلے ایڈیٹر الحکم سے دریافت کیا کہ اخبارات میں تازہ ترین خبر کیا ہے۔ میں نے عرض کی **اخبارات کا جدید قانون پاس ہوگیا ہے۔** فرمایا مصالح الٰہیہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ بد اندیش لوگوں کی تیز تحریروں نے یہانتک نوبت پہونچائی اچھا ہے اسلام کے حقائق ظاہر ہونگے۔ اور اس طرح پر بھی لوگوں کی اصلاح ہوگی۔ تیز زبانی اور بد گوئی بھی ایک بیماری ہے۔ اسکے لئے قانونی بندشیں اصلاح کا کام کریںگی۔

انجمن حمایت اسلام کا ذکر تھا۔ فرمایا انجمن نے بہت بابرکت کام کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسے مثمر کیا ہے۔ انجمن کی تالیفات نے مسلمان بچوں کو ایک حد تک دین سے آگاہ کیا ہے۔ اور یہ کتابیں بہت مقبول ہوئی ہیں۔ ملک کے ہر حصوں سے اسکی مانگ آتی ہے۔ اور وہ انجمن کی مستقل آمدنی کا بہت بڑا حصہ ہیں اتنے بڑے کام میں اگر کوئی غفلت بھی ہوئی۔ تو وہ اس قابل نہیں کہ اسپر بہت بڑا شور مچایا جاوے اور بنے ہوئے کام کو بگاڑنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ اصلاح کا طریق نہیں ہے۔

ایکدن میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ باہر چند دوست ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور بابو نور الٰہی صاحب وغیرہ بھی موجود تھے۔ چند سکھ باہر سے آئے۔ اور سکھ گران میں سے ایک نے باواز بلند ایک قسم کا لیکچر سا دینا شروع کر دیا۔ وہ اپنے لیکچر کے اثناء میں بعض سوال اپنے رفقاء سے کرتا اور وہ جواب دیتے یہ ایک اچھا خاصہ مشغلہ بنا ہوا تھا۔ حضرت امیر المومنین خطوط کا جواب ایسے اطمینان اور سکینت سے لکھ رہے تھے۔ کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوا۔ کہ کون بولتا ہے اور کیا کہتا ہے۔ طبیعت میں کسی قسم کا انتشار نہ تھا۔ میں اپنے ذوق میں الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پر غور کرنے لگا۔ اور اس عملی تفسیر کو آخر میں نے باہر نکل کر ان دوستوں سے ذکر کیا جو وہاں موجود تھے۔ اور انہوں نے ان سکھوں کی جرأت اور شوخی کا ذکر مجھ سے کیا۔ میں نے جب انہیں اس نکتہ معرفت کی طرف توجہ دلائی جس نے ایک خاص ذوقی حالت مجھے عطا کی تھی۔ تو وہ بیحد مسرور ہوئے وہ یہ کہ انسان اطمینان قلب اور سکینت کا جویاں رہتا ہے۔ کبھی اسے مال و دولت کے حصول میں تلاش کرتا ہے۔ اور کبھی عمدہ لباس اور عمدہ خوراک اور حسین بی بی کے رنگ میں ڈھونڈتا ہے۔ مگر یہ اکسیر ان باتوں میں مخفی نہیں اس کے حصول کی کلید ذکر اللہ ہے۔ حضرت امیر المومنین کے قلب پر خارجی حالات کا وہ پریشان کن اثر نہیں ہوتا جو دوسروں کو معاً گھبرا دیتا ہے اسی واقعہ کو پیش کر کے میں نے بتایا۔ کہ دیکھو یہ کیسی کوہ وقاری ہے کہ ان لغو باتوں سے اسے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ اگر کسی دوسری مجلس میں ایسا ذکر ہو تو وہ انہیں پاگل قرار دیکر باہر نکال دے مگر کس حوصلہ اور تمکنت سے بیٹھا ہے۔ اسے معلوم بھی نہیں کہ کوئی کیا کہتا ہے۔ یہ ہے **اطمینان قلب** کا ثبوت اور زندہ ثبوت۔ جو ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ خدا کرے ہم بھی اسے حاصل کر سکیں (آمین)

ایک احمدی خاتون کو نکاح ثانی پر ہدایت

بدقسمتی سے جہاں مسلمانوں میں شریعت کا استخفاف بہت سی رسوم کی پابندی سے ہو رہا ہے۔ وہاں بعض قوموں میں نکاح ثانی کو معاذ اللہ عملی رنگ میں حرام سمجھا جاتا ہے انہیں میں سے راجپوتوں کی قوم بھی ہے موضع سرکوٹہ ضلع ہوشیارپور کے ایک احمدی راجپوت مسمی نعمت خاں نے وہاں کی ہی ایک بیوہ احمدی خاتون سے قادیان میں آکر نکاح کر لیا اسلیئے کہ سرکوٹہ میں اسکی جان کا خطرہ تھا جب وہ واپس سرکوٹہ گیا تو اسکو اور اسکی عورت کو قتل کرنے کی تجویزیں ہی ہیں ان مظلوموں کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا چونکہ گڑھ شنکر کا انسپکٹر راجپوت ہے۔ اسلیئے اسکی رپورٹ بھی ان بیچاروں کا مقدمہ خارج ہوگیا اور خطرہ بڑھ گیا مجبوراً انہیں وہاں سے نکلکر